

Registerd

L. No. 29

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۲۹) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے - ۱۹ جولائی ۱۹۰۷ء جلد (۳۵)

گلدستۂ اخبار

مدراس یونیورسٹی کے کیلنڈر کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کل تعداد گریجوایٹوں کو ۷،۰۸۲ ہے - ان میں سے ۱۹۹۶ مسیحی ہیں یعنی ۱/۴ حصہ گریجوایٹوں کا مسیحی ہے یہ نہایت ہی عمدہ نتیجہ ہے - خصوصاً جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جنوبی ہندوستان کی کل آبادی میں سے مسیحی اس کا ۱/۳۵ واں حصہ ہیں ؛ **کلکتہ کی** ایم ای مشن کے پادری اے - جے بارکلی صاحب ۱ رجون کو امریکہ کو روانہ ہوگئے ہیں - **سیالکوٹ** کے ڈاکٹر ایگنس بی سلون صاحب ایک گزرشدہ مشنری صاحب کے ساتھ ولایت جانے والی ہیں مگر امید کرتے ہیں کہ سال کے آخر میں پھر واپس آجاینگے **افسوس** کی خبر ہے کہ بشپ تھوبرن صاحب کی حالت ولایت میں بوجہ بیماری زیادہ ابتر ہو رہی ہے ؛ **صوبجات** متحدہ کے امسال ایف اے امتحان میں ایک ہزار ایک سو اکتیس میں سے صرف ۴۴۳ کامیاب ہوئے - ان پاس شدون میں سے ، ۲۰ عیسائی ہیں یعنی ۱۹ لڑکے اور ۱۱ لڑکیاں ؛

مسٹر ریچرڈ ہربس صاحب سکرٹری آئی ایس ایس یو چین کے صد سالہ مشنری کانفرنس سے واپس آگئے ہیں - چین میں بھی ہندوستان کی طرح ایک سنڈے سکول یونین قایم ہوگئی ہے - انکا ہیڈ کوارٹر جبلپور واقعہ صوبہ متوسط ہے ؛ **آسام میں** جو آجکل بخار کی کثرت ہے اُسکی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی قایم ہوئی ہے اور امید ہے کہ اس ہفتہ وہ شملہ میں فراہم ہوگی ؛ **بمبئی** کی سرکار نے صوبہ بمبئی کی ڈسٹرکٹ اور لوکل بورڈون کو ۷ لاکھ روپیہ کا گرانٹ اس غرض سے دیا ہے کہ وہ اس روپیہ کو ترقی تعلیم اور آب رسانی کے کام میں استعمال کرے - **توقعہ کی** جاتی ہے کہ آغا خان خان بہادر مسٹر مورلے کی کونسل میں ہندوستانی ممبرون میں سے ایک ہونگے اُن کے بعد ریاست بڑودہ کے وزیر مال مسٹر آرسی دت اور میسور کے دیوان صاحب ہیں - **افسوس** ہے کہ مدراس کی انڈین کرسچن ایسوسی ایشن کے شرکا اس ایسوسی ایشن سے بہت کم دلچسپی رکھتے ہیں چنانچہ انکی رپورٹ بابت ۱۹۰۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ سال کے شروع میں اُن کے ممبران کی تعداد درج رجسٹر ۲۹۹ تھی مگر انہیں ۵۹ سے زیادہ شرکا رچندہ کی رقم ادا نہ کرنے کی وجہ سے اُس میں سے خارج کردیئے گئے **لاہور** کے پادری دگرم صاحب کو خدا نے ایک اور بیٹا بخشا - مبارک ہو - مبارک ہو ؛ **گجرات** سے ایک مسیحی نوجوان نے امسال انٹرنس اول درجہ میں پاس کیا - اگرچہ والد کچھ عرصہ سے فوت ہوچکا مگر والدہ نے مشن میں کام کرکے اُسکی تعلیم یہاں تک کردی اب لاہور کی انڈین کرسچن ایسوسی ایشن کی طرف سے دس روپیہ ماہوار اُسکو وظیفہ ملتا ہے اور فورمن کرسچن کالج کے پرنسپل صاحب نے بھی اُسکی فیس نصف کردی ہے - **چرچ** مشنری سوسایٹی کے دفتر میں جو غبن کا مقدمہ چندماہ سے چل رہا تھا - آخر جرم اُس کا سوتیل رام سہائے پر ثابت ہوگیا تھا اور اُسکو ڈھائی سال قید با مشقت کی سزا ملی تھی اور تین سو روپیہ جرمانہ بھی ہوا تھا - مگر شکر اور خوشی کی بات ہے کہ اپیل میں وہ رہا ہوگیا - **تمام** دنیا کی پروٹسٹنٹ آبادی ......۱۸ ہے - **امریکہ کے** ایک جہاز نے جزائر سینٹ پال کے نزدیک ۲۹ جاپانیوں کو سیل کا شکار کھیلتے ہوئے گرفتار کرلیا - **صوبجات متحدہ** امریکہ کی سرکار نے مقرر کیا ہے کہ ۱۶ جنگی جہاز پیسفک اوشن میں برابر مقیم رہا کریں - رنگون کی میونسپلٹی نے لارڈ اور لیڈی منٹو کے استقبال کیلئے دس ہزار

ایڈیٹوریل نوٹس

گذشتہ جنوری کے رسالہ ایسٹ اور ویسٹ میں بشپ وائیٹ ہیڈ صاحب نے اس امر پر زور دیا تھا کہ اب ہمکو ضروری ہے کہ ہم اپنی مشنری طاقتوں کو ہندوستان کے شمالی تعلیمیافتہ مرکزوں سے نکال کر جنوب کے ادنیٰ نومریدوں کی تعلیم اور نگرانی کے لئے لگا دیں۔ بشپ صاحب کے اس بیان پر بہت کچھ چرچا ہوا اب انہوں نے پھر ایک دوسرے رسالہ میں اپنے اس خیال پر زیادہ روشنی ڈالی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اب ہمکو چاہئے کہ ہماری کوششیں خاص طور پر آبادی کی اُن جماعتوں میں ہونی چاہئیں جو مسیحی مذہب کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں خواہ وہ شمال میں ہوں خواہ جنوب میں۔ اور ہمکو اُن جماعتوں پر جنپر عرصہ پچاس سال سے انجیل سننے کا موقع حاصل ہوا ہے اور تاہم وہ اُسکو قبول کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ ہماری کوشش اب کم ہونی چاہئے اگر ہم اپنے رسولوں اور خداوند کا نمونہ مدنظر رکھیں تو انہوں نے بھی ادنیٰ لوگوں ہی میں کام شروع کیا اور جاری رکھا میں نے خود سولہ برس تک اس کام کو بغور دیکھا ہے جو اعلیٰ ذاتوں اور تعلیمیافتہ لوگوں میں شمالی ہندوستان کے شہروں میں ہو رہا ہے اور میں نے اس کام کو بھی دیکھا ہے جو جنوبی ہندوستان کی ادنیٰ قوموں میں سات برس سے ہو رہا ہے۔ اور گذشتہ صدی کے بعد ہندوستان کی موجودہ مشن کی تواریخ کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ اور مجھے پورا یقین ہوگیا ہے کہ ہندوستان کی تبدیلی مذہب ادنیٰ قوموں کو مرید بنانے اور انکو تعلیم دینے کا ذریعہ ہوگا۔ اور کہ کلیسیا کی آیندہ حقیقی پالیسی پچاس برس کے لئے اگر ممکن ہو یہ ہونی چاہئے کہ اپنے کام کا بڑا حصہ اسی کے لئے مخصوص کر دینا چاہئے اور اسکو عمدگی سے سرانجام دیا جائے۔ جنوبی ہندوستان کے کام کے تجربہ سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ دیہات کے شودروں میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اول وہاں کے نیچ قوم کو عیسائی تعلیم دینی چاہئے یہ میری صرف رائے ہی نہیں ہے بلکہ میں پانچ برس سے دیکھ رہا ہوں کہ وہاں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ وہاں کے تمام مشنریوں دیسی خادمان دین وغیرہ وغیرہ جنکا تعلق تیلوگی کے دیہاتی کام کے ساتھ ہے انکی یہہ شہادت ہے کہ گذشتہ چالیس برس کے عرصہ میں نیچ قوم میں سے جو عیسائی ہوئے ہیں انکا اثر شودروں پر بہت کچھ پڑا ہے۔ حتیٰ کہ بہت سے دیہات میں انکا زیادہ رخ پایا جاتا ہے۔ بعض انمیں سے یہہ بھی کہتے ہیں کہ ہم عیسائی ہو جائیں اگر بہت ہم میں سے اکٹھے اس طرف رجوع ہوں۔ بہت انمیں سے خود نیچ قوم کے لوگوں کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ عیسائی ہو جائیں۔ اور سی۔ ایم۔ ایس کے ایک ضلع میں دو سو آدمی انمیں سے زیر تعلیم ہیں۔ شاید جنوب کیطرف کیوں ایسا ہے۔ اسکی کوئی اور وجہ بھی ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ تمام ہندوستان میں ایسا ہی ہوگا ایک دفعہ کلیسیا اگر اس امر کے لئے مشغول ہو جائے کہ وہ اُن جماعتوں کو مسیحی بنائے اور تعلیم دیگی جنکو ہندو نے افلاس اور جہالت اور رذالت کی حالت میں دو ہزار برس سے رکھا ہوا ہے تو اسکی سب سے بڑی تاثیریں پیدا ہونگی کہ دیہات کے اور لوگ بھی اس طرف رجوع ہونگے۔ علاوہ اس کے جب شودر جو آبادی کا ۹۰ فیصدی ہیں مسیحی ہوگئے تو گویا لڑائی کا خاتمہ ہوا۔ اور ہندوستان تب ایک مسیحی ملک ہو جائیگا۔ اور ہمارا یہہ بھی یقین ہے کہ ادنیٰ قوم کے عیسائی ہونے سے ہم تعلیم یافتہ لوگوں کے دلوں اور ضمیروں کو بھی تاثیر کے ساتھ چھو سکتے ہیں۔ یہہ ایک ایسا نظارہ ہمارے سامنے ہوگا کہ جس سے مسیحیت اور ہندومت میں تفاوت نظر آئیگا۔ اور جو ہزاروں لیکچروں سے زیادہ متاثر ہوگا۔ میرا اپنا تجربہ ہے کہ ہندو جھوٹی فلسفہ اور دیوانہ پن میں ایسا مبتلا ہے کہ مسیحی سچائی کی طرف وہ مخاطب نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب مسیحیت کا سلوک نیچ قوم کے لوگوں سے دیکھا جائیگا تو یہہ ایک ایسا بین اور یقینی معاملہ ہوگا جس سے ہرگز گریز نہیں ہو سکیگا۔ جب مسیحی مذہب تعلیم یافتہ لوگوں کے درمیان بطور زندگی پیش ہوگا نہ کہ بطور فلاسفی تب وہ تاثیر کے ساتھ ہندوستان کے دل اور دماغوں کو مخاطب کریگا اور انکو تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہ خدا کی طاقت اور خدا کی حکمت ہے۔ کلیسیا کی تواریخ میں یہہ پہلی دفعہ واقع نہیں ہوا ہے کہ خدا نے دنیا کی بیوقوف چیزوں کو چن لیا ہے تاکہ داناؤں کو شرمندہ کرے۔ کمزور چیزوں کو تاکہ زورآوروں کو شرمندہ کرے۔ اور نیچ اور حقارت کی نظر سے دیکھے جانے والی چیزوں کو چن لیا تاکہ بلند اور اعلیٰ چیزوں کو تچھ کرے ٭

گذشتہ سال مصر اور سریا بلکہ ہندوستان میں بھی یہ افواہ اڑائی گئی تھی کہ جاپان کا شہنشاہ اور اُس کے ارکان دولت اسلام قبول کرنے لگے ہیں۔ اور اسلامی اخباروں میں اسپر بہت خوشیاں منائی گئیں۔ اب وہاں کا ایک معتبر شخص مسٹر کا جیرو ابیو کا نیغم ٹوکیو یہہ کہتے ہیں کہ اس افواہ میں ستی بھر بھی سچ نہیں ہے کہ میکاڈو محمدی ہونا چاہتا ہے۔ اور یا کہ جاپان نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اسلام قبول کریں تھوڑا عرصہ گذرا کہ اخباروں میں یہہ نوٹس دیکھی گئی تھی کہ ایک مشہور مولوی ترکی سے جاپان پہنچا ہے تاکہ شہنشاہ کو اسلام کی تعلیم دے اگر ایسا ہوا تو اُس کی نسبت اور کوئی خبر اجتک سنی نہیں گئی اور نہ بادشاہ نے اُس کو کبھی دیکھا۔ جہانتک ہمکو معلوم ہے تمام سلطنت میں ایک بھی جاپانی محمدی نہیں ہے ٭

مراسلات

کرسچین تھیٹریکل کمپنی

جناب بزرگ ایڈیٹر صاحب تسلیم۔

عرصہ ہوا کہ مذکورہ بالا عنوان پر کوئی دنوں اخبار نورافشان میں خوب چہ میگوئیاں رہیں۔ اور بڑے طول طویل مضامین اپنی لگت وکھتے رہے۔ او تائید کرتے رہے۔ مگر ان سب کا حاصل عدم ہی میں باشندگان شہر خموشان کے ساتھ ہی سو گیا۔

نہیں معلوم اتنی چپ کیوں سادھ لی گئی جب کہ کئی دنوں تو برابر اوپرتلے کے مضمون پیدا ہوتے تھے اور اب یہہ کہ بھولے سے بھی کوئی نام نہیں لیتا۔ شاید میرا خیال ہے کہ تمام حامیان کمپنی نے اس بالا اور افضل مقصد کو نظرانداز کردیا ہوگا۔ جس بنا پر یہہ عمارت اٹھائی جاتی۔ کیونکہ جیسا کہ قاعدہ ہے کہ اول کوئی کام کیوں نہو ضرور ہے کہ وہ دشوار گزار گھاٹیوں میں سے ہوکر گذرے۔ تو کیا ممکن نہ تھا کہ اس کے سامنے بھی مشکل کا پہاڑ آ اٹھتا۔ بقول شخصے۔ مشکلے نیست کہ آسان نشود مرد باید کہ ہراسان نشود۔

ان تمام مشکلات کا مقابلہ کرنا گو انسانی طاقت سے پرے سہی۔ مگر اُس کے نزدیک جس کے جلال کے لئے یہ کام شروع کرنے کا ارادہ تھا۔ کیا حقیقت رکھتے ہے وہ فرد آپ کے لئے کوئی سبیل پیدا کرتا۔ ان تمام لازمی امور کے ساتھ یہ بات بھی ناظرین پر مخفی نہ رہے کہ آجکل دنیاوی تھیٹر میں کس قدر گم شدہ جانیں ہیں جو شیطانی پنجوں میں اگر اپنا قیمتی وقت ضایع کرتے اور اپنی بیش قیمت روح کو برباد کرتے ہیں۔ کیا یہہ بھلا نہوگا۔ کہ اس کمپنی کے ذریعہ خداوند کی محبت کا اثر ان کے دلوں میں پیدا کیا جاوے۔ کہ جس جانفشانی سے وہ ایک دنیوی تھیٹر کے سٹیج پر کھڑے ہوکر سامعین کو محظوظ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ ایک مسیحی تھیٹر کے اسٹیج پر کھڑے ہوکر اپنے نجات دہندہ کی تصلیب کا پر درد تذکرہ اور اس کے قیمتی خون کا بیان کرنے میں کیا کچھ جان فشانی نہ کرسکتے ہیں۔ یہ مانا کہ اُن کا شوق اُن کو اس پنجہ بے دریغ سے چھوٹنے نہیں دیتا۔ مگر جب کہ ایسی کمپنی خاص اسی مقصد کے لئے اٹھائی جاوے تو ممکن ہے کہ وہ آوارہ گرد کبھی جمع ہوکر اس کام میں ہاتھ بٹادیں۔ اب کی نوچندی کے میلے میں جو کہ ہر سال در شہر میرٹھ منعقد ہوتا ہے میرا اتفاق ان لڑکوں سے ملنے کا ہوا جو کہ تھیٹر میں ایکٹ کرتے تھے مگر مسیحی تھے۔ ان سے دریافت کیا گیا تو بولے کیا کریں گھروں سے تو ہم آوارہ ہیں گر ہمکو سنبھالا جاوے تو کسطرح سوائے اس کے کہ ایک کرسچن تھیٹر قایم کیا جاوے اور ہم خوشی سے آکر اس میں حصہ لینگے باتیں تو بہت سی ہیں مگر وقت ضرورت پھر ہدیہ ناظرین کرونگا۔ امید کرتا ہوں کہ بعض اصحاب اپنی بیش قیمت رائیں بذریعہ اخبار نورافشان کے ظاہر کرینگے۔

راقم سوتی لعل مشن اسکول از میرٹھ

تناسخ پر چند خیال[له]

پیارے ایڈیٹر صاحب ان چند سطور کو اپنے اخبار نورافشان کے کسی گوشہ میں جگہ دیکر بندہ کو رہین منت فرمادیں۔

ہمارے دیانندی آریہ سماج بھائیوں کے مسایل دین سے ایک عقدہ لاحل مسئلہ تناسخ ہے جس کی گرہ کشائی عقل کے ناخن تدبیر سے نہ کبھی ہوئی اور نہ تا حشر ہوگی ناممکن ناممکن ہے وہ ممکن ہو نہیں سکتا۔ خواہ کوئی تمام عمر اس ثبوت میں کہ جب آفتاب ہوتا رات ہوتی ہے سر مارا کرے اور محالات کے سمندر میں گوہر مقصود کے حصول کے لئے حجت و برہان سے غواصی کرے بجز ناکامی کے کچھ حاصل نہوگا۔ آریا ہی تناسخ کے پیچے دل دادہ اور ہوا خواہ نہیں بلکہ اور قومیں بھی وقتاً فوقتاً اس شمع خانمان سوز کی پروانہ رہیں پر اس کے ستم کو دیکھکر آخرکار عقیدت کا رخ بدل لیا۔ سچ ہے کہ یہہ تحریر پہلی نہیں۔ اس سے پیشتر کئی رسالے اور کتابیں اس بحث پر شایع ہوچکے ہیں چنانچہ عیسائی۔ مسلمان۔ برہمہ سماج دیو سماج وغیرہ ہر مذہب جو اس سے دوچار ہوا بدون کچھ کہے آگے نہیں بڑھا۔ ممکن ہے کہ یہہ دلایل نئی نہوں مگر اتنا تو ضرور ہے کہ یہہ طرز استدلال منطق کی بنا پر ہے۔ ناظرین کی تسہیل تفہیم کی خاطر اصطلاحات منطق کی ضروری تعریفات بار بار لکھدی گئی ہیں اور ہماری درخواست ہے کہ ناظرین انکو خوب رٹ لیں تاکہ دلیل کے سمجھنے میں دقت واقع نہو اُن کے یاد نہ کرنے سے چابی اس قفل کی جاتی رہیگی۔

ہمارے آریا صاحبان قوانین فطرت پر بڑے نازاں ہیں چنانچہ کہا کرتے ہیں کہ فلاں امر قانون فطرت سے متجاوز ہے لہذا باطل ہے۔ آئیے اور ذرا آپ اپنے تناسخ کا ملاحظہ فرمائے کہ اُس سے کس قدر منطق کی میزان میں جو گر ہے قانون فطرت کے توڑنے اور سمجھنے کی کھلبلی اور گڑبڑی پڑجاتی ہے

پہلی دلیل۔ چونکہ عقیدۂ تناسخ اب کوئی راز مخفی نہیں بلکہ ہر چھوٹے بڑے۔ عالم اور جاہل پر منکشف ہے یہاں اس کی مفصل تشریح کی حاجت نہیں الا تقویم حجت کی خاطر چند باتوں پر غور کرنا بیجا نہوگا۔ ہمارے آریہ سماج بھائیوں کا عقیدہ ہے کہ کرم پیدا کرتا ہے جنم کو یعنی جنم نتیجہ کرم کا ہے اور جنم سے کرم پیدا ہوتے ہیں یعنی کرم نتیجہ ہے جنم کا۔ اس لئے انسان کو اپنے کرموں کی سزا و جزا کے عذاب و ثواب کی خاطر بار بار جنم لینا پڑتا ہے۔ اس خیال کو اگر قواعد منطق کے مطابق مختصر الفاظ میں ترتیب دیکر بیان کیا جائے تو یوں کہینگے جنم موقوف ہے وجود کرم پر اور کرم موقوف ہے وجود جنم پر مگر

[له] (نوٹ) قدردان اصحاب کی خدمت شریف میں گذارش ہے کہ اس مضمون کو کتابی صورت میں شایع کرنیکی زحمت کے اس خاکسار کی بلا مشورت متحمل نہوں اگر معزز ناظرین کو ان دلایل میں کہیں سقم یا ضعف معلوم ہو تو ازراہ بندہ پروری مطلع فرمائیں۔ راقم خاکسار یوحنا خان

چونکہ اِس سے دَور لازم آتا ہے لہذا باطل ہے تناسخ کے خلاف ہماری پہلی دلیل یہی ہے یعنی کہ جنم اور کرم جو بنائے تناسخ ہیں مستلزم دَور کے ہیں پس باطل ہیں۔ ناظرین نور افشاں کی تفریح اور تفہیم کے لئے ہم یہاں یہہ بات کہ دَور کیا۔ کب ہوتا۔ کیوں باطل اور کیسے تناسخ مستلزم دور کا ہے بیان کئے دیتے ہیں۔ دور کہتے ہیں توقف الشئی علی نفسہٖ (کسی شے کا اپنے نفس پر موقوف ہونے کو۔ یا دوسرے لفظوں میں دَور اُسے کہتے ہیں کہ ایک شے جس جہت (طرح) سے دوسری شے پر موقوف ہو اُسی جہت سے وہ دوسری شے پہلی پر موقوف ہو اور یہہ توقف خواہ ایک مرتبہ کرکے ہو مثلاً ا موقوف ہو ب پر اور ب موقوف ہو ا پر۔ اور کئی مرتبہ کے ساتھ ہو مثلاً ا موقوف ہو ب پر اور ب موقوف ہو ج پر اور ج موقوف ہو ا پر۔ قسم اول کو دور مصرح اور قسم ثانی کو دور مضمر کہتے ہیں۔ دور و تسلسل کیوں باطل ہے؟ سو دَور اِس وجہ سے باطل ہے کہ وہ اپنا حصول اپنے حصول سے پیشتر چاہتا ہے اور یہہ محال ہے“۔ (خزینۃ المنطق صفحہ ۱۰ و ۱۱)

مذکورہ بالا بیان سے ناظرین نے دَور کے معنے سمجھ لئے ہونگے یہاں یہہ بات بھی قابل غور ہے کہ تصور کی دو قسمیں ہیں یعنی بدیہی اور نظری۔ بدیہی وہ ہے جس کے دریافت کرنے میں فکر کی حاجت نہ ہو جیسے گرمی اور سردی کا تصور نظری اُسکو کہتے ہیں جس کے دریافت کرنے میں فکر کی حاجت ہو مثلاً فرشتہ اور جن کا تصور۔ اب تمام چیزیں نہ تو بدیہی ہیں نہ نظری۔ اگر تمام بدیہی ہوں تو ہم کو فکر کی حاجت نہ ہو۔ نہ تمام نظری ہیں نہیں تو ہر شے کی تحصیل میں دور و تسلسل لازم آتا۔

دور کب ہوتا؟ دور تمام چیزوں کو نظری فرض کر لینے سے لازم آتا ہے اور ہمیشہ اشیاء نظری میں یعنی اُن چیزوں میں جن کے دریافت کرنے میں فکر کی ضرورت پڑتی واقع ہوتا ہے۔ جب کوئی تصور آپ کے ذہن میں پیدا ہوتا تو آپ سمجھنا چاہتے۔ چونکہ وہ تصور نظری ہے عقل و فکر سے کام لینا پڑتا اور نظری کا ثبوت بدیہی سے حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ شمس العلماء سید علی بلگرامی صاحب ایم۔ اے بیرسٹر ایٹ لا اپنے بیان درباره علم اعضاء انسانی مطبوعہ مخزن اپریل ۱۹۰۸ء لاہور کے صفحہ اول میں فرماتے ہیں کیونکہ جسطرح علم الابدان میں انسان کی صورت ظاہری اور محسوسات جسمانی سے بحث کی جاتی ہے اُسی طرح علم الادیان میں انسان کے محسوسات و کیفیات روحانی سے بحث ہوتی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ اولیت اور اولویت دونوں میں علم الابدان کو علم الادیان پر فوقیت ہے کیونکہ اول محسوسات جن کا ادراک انسان کو ہوا وہ محسوسات جسمانی ہی تھے اور انہیں محسوسات کے ذریعہ سے اُس حکیم مطلق کا پتہ لگا ہر ایک عضو و ہر رگ ہو جسکی قدرت تامہ کا نمونہ ہے۔ اس کے بعد علم الادیان کی نیو پڑی“۔ یا یوں کہو کہ مجہول ہمیشہ معروف سے جانا جاتا ہے پر اگر معروف فی نفسہٖ مجہول ہو تو مجہول سے مجہول کیونکر معلوم ہو پس دور میں مجہول سے مجہول کا معلوم کرنا لازم آتا اور یہہ وجہ اسکی بطالت کی ہے۔

رہا یہہ امر کہ تناسخ کو کیوں دور لازم ہے؟ سبب وہی ہے جو ہم بیان کر چکے کہ اگر تناسخ کے خیال کو جو موقوف جنم و کرم پر ہے منطقی پیرایہ میں بیان کریں تو اسکی صورت یہہ ہوگی جنم موقوف ہے کرم پر اور کرم موقوف ہے جنم پر یہہ دور ہے پس باطل ہے۔ اصل بات یہہ ہے کہ محقق کسی نامعلوم تصور کو معلوم کرنا چاہتا ہے مگر دَور اُسے حاصل ہونے نہیں دیتا مثلاً کوئی پوچھے کہ انڈا کہاں سے آیا؟ جواب میں کہا جائے مرغی سے محقق پھر پوچھیگا کہ مرغی کہاں سے آئی؟ جواب میں کہا جائے انڈے سے۔ اب محقق اِس سے انڈے کی علت یا جائے صدور تک نہیں پہنچتا کیونکہ اگر مرغی کو جو دونو میں مساوی ہے نکال دیں تو انڈا موقوف انڈے پر ہوگا۔ یہہ باطل ہے کیونکہ کوئی شے اپنے نفس پر موقوف نہیں ہوتی۔ بعینہٖ یہی حال جنم اور کرم کا ہے چنانچہ اگر آپ کرم کو جو دونو میں مساوی ہے نکال ڈالیں تو جنم موقوف جنم پر باقی رہ جائیگا اور یہی توقف الشئی علی نفسہٖ ہے۔ اِس طرح تناسخ باطل ہے کیونکہ وہ مستلزم دور کا ہے۔

شاید ہمارے اِس بیان سے کہ دور ساری چیزوں کے نظری مان لینے سے لازم آتا ہے ہمارا کوئی آریہ بھائی یہہ کہنے کی جسارت کریگا کہ تمہارے قول کے بموجب ضرور ہوگا کہ ہم جنم اور کرم دونوں کو نظری مانتے ہوں مگر ہم تو ڈنکے کی چوٹ پکار کر کہتے ہیں کہ جنم نظری نہیں بلکہ بدیہی ہے۔ ان کا آپ کا یہہ کہنا بالکل راست اور سراسر درست ہے۔ واقعی جنم نظری نہیں بلکہ بدیہی ہے پر آپ اِس بدیہی سے کسی چیز کو جاننا چاہتے ہیں۔ اور وہ چیز جو آپ کی تحقیق کا نتیجہ ہے یہہ ہے کہ جنم پیدا ہوتا ہے کرم سے یعنی جنم کی علت کرم ہے۔ اس تک پہنچکر آپ کی یہہ کوشش ہوگی کہ یہہ کرم کہاں سے آیا؟ اِس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں جنم سے ایسا کہنے پر آپ پھر پہلے ہی پر لوٹ آئے اور یوں کہا کہ جنم علت ہو کرم کی اور کرم علت ہے جنم کی۔ چہ خوش۔ مصرع واہ چہ خوب است نیمے درون نیمے برون۔ ایک ہی چیز کو آپ نے علت اور معلول دونوں بنا دیا۔ علاوہ بریں اِس سے کوئی تشفی بخش نتیجہ بھی مستنبط نہیں ہوتا جو محقق کی شفاتی کرے۔ اِسی کو دور بھی کہتے دور کی تعریف کا ملاحظہ فرمائیں۔

راقم یوحنا خان از سہارنپور

ویدوں کے سنگھیتا

(سلسلہ کے لئے دیکھو گذشتہ اشاعت سو آگے)

اتھرب سنگھیتا کی بابت یہاں پر دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ جو بیان پیشتر ہو چکا۔ وہ ہی کافی ہے جب رگ جمع کیا گیا۔ تب عموماً اتھرب رہ گئے۔ کیونکہ رگ سنگھیتا کے دسویں منڈل کے گیت جو اِس سنگھیتا میں نئے داخل کئے گئے تھے۔ سو اتھربن کے لئے اصلی تھے۔ اتھربن جب

رچے گئے۔ تب برہمنیاد دھرم بخوبی قایم ہوچکا تھا۔ پس اگر رگوید جب جمع کیا گیا تو یہہ دھرم کہاں تک آگے بڑھ گیا ہوگا ناظرین آپ قیاس کرسکتے ہیں۔

بابو رمیش چندر دت کے حساب کے مطابق رگوید کے گیت دسوین منڈل کے گیتوں کو چھوڑکر ۲۰۰۰ سے ۱۴۰۰ قبل از مسیح کے عرصے میں رچے گئے۔ اور ویدوں کا جمع کیا جانا ۱۴۰۰ سے ۱۲۰۰ قبل از مسیح کے عرصے میں ہوا دیکھو Ancient India Vol. I. P. 23

ڈاکٹر ہاگ صاحب بھی منتروں کے رچے جانے کا زمانہ ۲۰۰۰ سے ۱۴۰۰ قبل از مسیح بتاتے ہیں۔ لیکن میکسمولر صاحب کی رائے میں وید منتر ۱۲۰۰ سے ۱۰۰۰ قبل از مسیح کے عرصے میں رچے گئے۔ ہماری رائے میں وید منتروں کے رچے جانے کے زمانے کی نسبت بہت بحث کرنی نہیں چاہئے۔ اتنا کہنا کافی ہے کہ یہہ ہندو آریا کے قدیم ترین رچنا ہیں؂

راقم پادری بی۔ بی۔ رائے از سہارنپور

مکتی فوج

پیشتر اس کے کہ مضمون کی زنجیر کو ہلایا جاوے۔ واجب ہے کہ ہم پاک پروردگار کا تہ دل سے شکریہ ادا کرین کہ جس نے ہم پر ایسی مہربان گورنمنٹ کو حکمران کیا ہوا ہے کہ جس کے عہد سلطنت میں کیا ہندو کیا مسلمان اپنے مذاہب میں کمال تسلی و اطمینان کے ساتھ اپنے طور و طریقہ سے عبادت بجالا سکتے ہیں۔ زبان قاصر ہے اے میرے مالک۔ خداوند یسوع مسیح کہ تیرا شکریہ ادا کرے۔ کہ اب وہ وقت نہیں ہے۔ کہ مسیحی بند دروازے کرکے تیری حمد و عبادت کرین۔ کیونکہ اب آرام کا زمانہ ہے۔ ہمت عنایت کر کہ ان ایام میں ہم تیری بادشاہت میں شامل ہونے کے لئے طیار ہو جاوین۔ جس سے کہ تیرے بندہ اشتیفن نے اپنے آرام کے دنون میں شہید ہونے کے لئے طیاری کی۔ زمانہ گذرتے گذرتے یہان تک پہنچ گیا ہے کہ ہم مسیحیون میں بھی بہت سے نئے نئے فریق نکل پڑے ہیں۔ غالباً ان کے خیالات ایسے درجہ تک پہنچ چکے ہیں کہ وہ آسمان کو جو خدا کے تخت کی جاہے مٹی کے گھروں کیطرح ہر طرف سے سیڑھیاں لگاکر پہنچنا چاہتے ہیں۔ پر کلام اللہ ہمکو یہہ ارشاد عطا کرتا ہے۔ کہ لایق طریقہ سے اسکی عبادت کرین۔ نہ کہ اپنی عقل سے؂

معزز ناظرین میرا مدعا اسوقت یہہ نہیں ہے۔ کہ میں اس کام میں بیجا مداخلت کرون یا حقارت کی نظر سے دیکھوں بلکہ جو کچھ مین نے خود دیکھا ہے عرض کرنا واجب سمجھتا ہون۔ کیونکہ نبی اپنے کلام میں جو خداوند کی طرف سے اُسے ملا بیان کرتا ہے۔ کہ جاہئے مکاری سے بیدیانت داری سے منادی کی جاتی ہے۔ اس میں خداوند کی بزرگی ہوتی ہے۔ اگر میں حقارت کی نگاہ سے اس کام کو جو پیارے نجات دہندہ کے جلال ظاہر کرنے کا وسیلہ ہے دیکھون تو میں مسیح کی حقارت کرتا ہون۔ سو پیارے صاحبان آئیے ذرا آگے قدم مارین۔ تاکہ مضمون کی سرخی سے آگہی و واقفیت ہوجاوے۔ سنئیے یہہ ضرور نہیں ہے کہ ایک عالم فاضل ہی اس کام میں حصہ لیوے۔ موجودہ زمانہ میں ہر ایک کو اجازت ہے۔ جبکہ ہم تمام مسیحیان ہند کی یہہ غرض ہے۔ کہ ہم یک دل ہوکر ایک قوم بنجاوین اور ایک ہی چرچ کہلاوین۔ تو ضروری بلکہ لازمی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان صاحبان کو بھی جو ابھی تک اپنے آپ کو ایک جدا فریق سمجھتے ہیں صلاح دیوین کہ وہ بھی اس کام میں حصہ لیوین۔ چند ایک صفات مکتی فوج کے مین یہ کہنا ضروری سمجھتا ہون۔

(۱) جو کام مکتی فوج سے آجکل ڈسٹرکٹ گورداسپور میں ہورہا ہے قابل تعریف ہے شاید اس وقت آپ کے خیال میں بیہودہ اسکی بوطی کی توبہ کا حال لانا بہتر ہوگا پیارے خداوند کو اُس نے پکڑوا کرکے کس حالت میں توبہ کی۔ اس کی توبہ میں صفات ہیں۔ جیسے غایت درجہ کا شرمناک ہونا۔ زبان سے اقرار کرنا۔ اپنی جان پر دکھ سہنا وغیرہ وغیرہ۔ ایسے مکتی فوج میں بھی صفات ہیں۔ لیکن یہہ سودمند نہیں ہیں۔ ہم اپنی مرضی کے قانون کے مطابق اسکی عبادت کرتے ہیں لیکن پاک کلام میں جو اس نے قائم کردیا ہے دل سے نہیں۔ جب کبھی سالوینشنون کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔ تو آپ گول مول بات رکھتے ہیں۔ مانا کہ یہہ ظاہری نشان ہیں۔ کیون نہ ہم کرین جب پاک کلام میں درج ہے۔ کیا خداوند مسیح نے آپ حکم نہیں دیا ہے۔ کیا وہ ہم مٹی کے پتلوں کی طرح یہہ نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ میں تو بانی ہوں۔ میرے ہی وسیلہ سے سب کچھ ہوتا ہے۔ تو میں کیون کرونگا۔ ہرگز ہرگز ایسا نہیں۔ اُس نے ازلی تخت کو آسمان سے چھوڑا تاکہ جسمانی حالت میں ہوکر سب کچھ پورا کرے۔ جب اُس نے ہمارے نمونہ کے لئے سب کچھ کرکے دکھایا ہے۔ تو ہم کیون ویسا نہ کرین۔ بعض وقت یہہ جواب ملتا ہے کہ ولایت میں سب کچھ کیا جاتا ہے۔ اے حامیوں مکتی فوج کیا ولایت کے بندون نے آپ میں ایمان کی ساخت رکھ دی ہے۔ یا انہوں نے آپ کو روز حشر میں پار اُتارنا ہے (ولایت کے مرے ولایت میں ہند کے ہند میں) عقل حیران ہے۔ کہ جب وہاں سب کچھ کیا جاتا ہے تو عملی طور پر ہند میں جہاں بت پرست قومیں ہیں کیون نہیں کیا جاتا ہے۔ پھر تو رسول کی بات ہے کہ خداوند کے کلام کو اپنی مرضی کے مطابق سناتے ہو۔ اور نہ ہم گھٹا سکتے ہیں اور نہ بڑھا سکتے ہیں۔ اگر ایسا کرتے ہیں تو جو کتاب مقدس میں سزا ہے ملیگی۔

(۲) جہاں تک مجھکو علم ہے مکتی فوج کا سب سے سخت حکم یہہ ہے کہ حقہ نہ پیا جاوے۔ مانا کہ صحت جسمانی کے لئے یہہ مضر ہے۔ لیکن۔ روحانی حالت میں کھانے یا پینے کی چیزون کا کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے۔ کیا ہی اچھا

ہوتا۔ کہ اگر پادری (جرنیل ولیم بوتھ) صاحب اتوار کی محافظت کے لئے سخت پابندی کرتے۔ میں اس جگہ یہہ بیان کرنے سے نہیں رک سکتا کہ آپ لوگوں سے اس بات میں سخت درجہ کا گناہ کرواتے ہیں۔ کیونکہ وہ لگاتار پیتے جاتے ہیں۔ ایک تو آپ نے نئے طریقوں کو منہ میں مروج کیا دوسرے نہ کسی نبی۔ ریفارمر۔ عالم۔ فاضل بشپ۔ پادری نے ایسے قانون کو اپنی اپنی کانگریگیشن میں رکھا۔ اتوار کی محافظت کی پرواہ نہیں ہے۔ لیکن حقہ نہ کوئی پیوے۔ آپ کہتے ہیں کہ ڈاکٹروں یا عاموں کی رائے ہے تو وہی ڈاکٹر یوں صلاح دیتے ہیں۔ کہ تم پیو۔ کیا عجیب قانون ہے۔ ولایت ہی کی یہہ نصیحت ہم دیسیوں کو ملی ہوئی ہے۔ ہمارے ملک میں حقہ رواجی ہے جو ایسا مضر نہیں ہے جیسا سگرٹ وغیرہ۔ اسکی سزائیں یہی ہیں۔ جو کوئی پیوے مکتی فوج سے باہر یا عہدے سے گرایا جاوے اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی معافی نہیں ہے جیسے حرامکاری زناکاری بدمعاشی کی فوراً مل جاتی ہے۔

(۳) ایک ریفارمر کی عزت کرنی واجب ہے۔ لیکن اسکو خدا باپ یسوع مسیح نجات دہندہ روح القدس اور انبیا سے بزرگتر ماننا اور عزت و قدر کرنا سخت درجہ کی غلطفہمی ہے۔ ریفارمر مسٹر مارٹن لوتھر صاحب کی سوانح عمری کو پڑھئے۔ کیا اُس کے ہم پر کم احسان ہیں؟ لیکن مرتع پر زور شور سے اپ کے احسان جتلائے جاتے ہیں۔ پادری (جرنیل ولیم بوتھ) صاحب مکتی فوج کے ریفارمر ہیں آپکی عزت واجب طریقہ سے کی جاوے۔ کیونکہ اکثر اوقات دل میں ڈر لگتا ہے۔ کہ یہہ قدر و منزلت جو ابھی آپ کے حیات میں مکتی فوج کے ممبروں سے کی جاتی ہے آپ کے اس جہان سے گذرنے کے بعد کوئی نیا کرشمہ نہ دکھلاوے۔ کہ بت پرستی کی طرف عنان توجہ پھری جاوے جرنیل صاحب کی تصویر پیالوں اور پرچہ نمبر رومالوں پر لگائی ہوئی ہے۔ ماسوا انکے گلٹ سے ولیم بوتھ بنائے ہوئے ہیں جیسے غیر اقوام اپنے ہاتھ سے دیوی و دیوتا بناتے ہیں۔ رومن کیتھولک مسیح کی صلیب کو لگائے پھرتے ہیں۔ مکتی فوج جرنیل صاحب کو خوب بار بار اچھے مل گئے کہ کوئی دن بھلے گذارینگے۔ اور ہزاروں اشیا پر لگائی ہوئی ہیں۔ جب منادی کے لئے گوجرانوالہ میں کیپٹن بازار میں لٹکائے جاتے تھے۔ تو اکثر اوقات سوال پوچھا جاتا تھا۔ کہ کونسی یہہ تصویریں بنائی جاتی ہیں۔ حالانکہ اُن کو اچھی طرح سے سمجھا جاتا تھا کہ یہہ صرف آپ لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہے۔ تو جواب ملتا تھا۔ کہ حکم نہیں ہے۔ کہ تصویر بنائی جاوے۔ تو افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ یہہ ناواجب کارروائی مکتی فوج میں روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ کیا اہل اسلام کی طرح اے مکتی فوج کے جہلا یہ کہتے ہو۔ کہ اگر محمد صاحب نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ بنتا۔ کیا جرنیل صاحب نہ ہوتے تو مکتی فوج نہ ہوتی۔ کیا خدا کے پاس بھیجنے کے لئے کوئی واجب طریقہ نہیں ہے اسکی بات کو یاد کرو۔ کہ استر اگر تو اپنی قوم کے لئے کچھ نہ کریگی تو خدا اپنی قوم کے لئے دوسری طرف سے رہائی کے لئے طریقہ نکالیگا۔ ایک مکتی فوج کے افسر نے کہا۔ کہ میں مکتی فوج کے لئے سب سے زیادہ کام کرتا ہوں۔ افسوس ہے ایک پادری صاحب نے کہا۔ کہ آپ جیسے کئی چندہ فراہم کرنے والے ہوں گے مسیح کی طرف ذرا نگاہ کرو۔ تو آپ کو پتا لگیگا کہ اُس نے ہمارے لئے کیا کیا ہے پادری صاحب کیا کر سکتے ہیں۔ جس نے پادری صاحب اور تمام جہان کے لئے سب کچھ کیا۔ اُسکی طرف اپنے دلوں کو کھولو۔ اُس کے لئے جگہ رکھو اور اسی کو دو جس نے سب کام ہماری مخلصی کے لئے کئے ہیں۔

(۴) میں نے خود اپنی موجودگی میں ایک اعلی افسر کو جو انچارج ہے کہتے سنا کہ مکتی فوج کی لڑکیاں مشن کے لڑکوں کے لئے نہیں ہیں۔ افسوس صد افسوس کسی کنونشن یا میٹنگ میں مکتی فوج کے ممبر شاذ و نادر دکھائی دیتے ہیں۔ جس جگہ پیار و محبت ہم مسیحیوں کی بڑھتی ہے۔ کیونکہ یہی طریقہ افضل ہے۔ کہ ہم اکٹھے مل کر خدا کی عبادت و حمد کریں اور آپس میں اتحاد بڑھادیں۔ اُس سے تو کوسوں آپ بھاگتے ہیں۔ باقی رہا یہہ قانون۔ اگر یہہ بھی نہیں ہوسکتا تو سخت آپ کی غلطی ہے آپکا منادی کرنا عبث ہے۔ اور کرنتھیوں ۱۴ ابغور سے مطالعہ کریں۔ تو معلوم ہوگا کیا بعید ہے۔ آپ کو یہہ واجب نہیں ہے۔ کہ ایسا کریں۔ کیونکہ غیر اقوام کا یہہ طریقہ ہے۔ آپ ہم دیسی عیسائیوں میں مخالفت ڈلواتا چاہتے ہیں۔ ایسی مکتی فوج کے اپنے عیسائی کئے ہوئے نظر نہیں آتے ہیں۔ سب مشن کے ممبر کارکن آپ کے ہیں۔ پھر جب آپ کے اپنے ہو جاوینگے اسوقت یہہ کہنا واجب ہوگا۔

آج کل کی جو حالت مکتی فوج کی اسجگہ ہے قابل تعریف ہے انچارج مسٹر ریہم مسیح ہیں۔ آپکی میم صاحبہ کی زبان درازی سے تین چار استعفے دئے جاوینگے۔ کیونکہ شائستگی سے بعید ہے اسواسطے کافی یہی ہے کہ لائق افسران مکتی فوج کو واضح ہو کہ اسبات کا پورا پورا بندوبست کریں۔ کرنیل جنگ سنگھ خود اس بات کی طرف اپنی توجہ کو پھیرینگے کیونکہ انچارج کا کام نہیں ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ ایسا سلوک کرے وہ تو کسی اور جگہ پیٹ بھر کھا دینگے۔ مکتی کو دولت کی کمی نہیں ہے۔ اے میرے پیارے صاحبان مکتی فوج کچھ تو خیال کرو۔ اپنی اپنی ضمیروں کو روپیہ پیسہ کے لئے مردہ نہ کرو۔ سب کچھ اس جگہ ہی رہ جاویگا۔ آؤ ہم سب ملکر ایک طریقہ سے خداوند کی عبادت کریں۔ مکاری سے فائدہ نہیں ہے۔ جوش صرف عبادت کی جگہ ہی رکھیں۔ بلکہ عالم میں بھی ظاہر کریں۔ تب ہم اس کے بندے ہونگے۔

خدا کی برکت کاشش کہ سب پر بہتات سے ہووے

آمین ثم آمین ٭

صلاح کار تابعدار

لارنس سکرٹری مشن ریڈنگ روم

گورداسپور ٭

جینا ینے کہا مجھ میں تمہارے اس وقت کی حالت کو دیکھ کر بہت امید پیدا ہوئی ہے
کسی قسم کی امید تم پوچھوگی۔ اس بات کی کہ تم میں اسوقت ایک پشیمانی اور پچھتاوے کی
طبیعت نمودار ہوئی ہے جو شاید پہلے نہیں تھی اور ایسی پشیمانی کے ہونے سے امید ہوتی
ہے کہ پھر ایسی بد طبیعت اور خودغرضی کو اپنے اوپر غالب نہ ہونے دوگی اور تمہارے اس وقت
کا رنج باعث تمہاری ہمیشہ کی خوشی کا ہوگا۔ پس آؤ پہلے ہم خداوند تعالیٰ سے جو کہ ہمیشہ چاہتا
ہے کہ گنہگار اپنے گناہوں کا اقرار کرے اور مغفرت مانگے معافی چاہیں۔ اور بعد اس کے تمہاری
ماں سے جسکو کہ تم نے آج بہت ہی آزدہ کیا ہے۔ اسپر ہم دونوں سرنگوں ہوئے۔ جینا نے
عاجزی سے اپنے قصور کا اقرار کیا اور آیندہ کیواسطے مدد چاہی۔ کہ خداوند اپنی پاک روح عنایت
کرے جس کے وسیلہ سے وہ شیطان کے ورغلانے سے بچ سکیں۔ جب سجدہ سے اٹھی تو
جینا نے مجھ سے معافی چاہی۔ میں نے کہا کہ عزیز جینا میں نے تو تمہاری کہنے کی کچھ پرواہ نہیں
کی تھی کیونکہ میں اب تمہارے مزاج سے واقف ہوگئی ہوں۔ لیکن مجھے تمہارے اوپر افسوس
آیا کہ تم جیسی خوب صورت۔ ہوشیار۔ فیاض۔ اور محبت والی لڑکی ایسی عاجز ہو اپنی طبیعت کی
سلیمان اپنی امثال کی کتاب کے ۱۶ باب کی ۳۲ آیت میں کہتا ہے کہ

"جو غصہ کرنے میں دھیما ہے پہلوان سے بہتر ہے اور وہ جو اپنی روح پر ضابطہ ہے
اُس سے جو شہر کو لے لیتا ہے"

اور پھر ۲۵ باب کی ۲۸ آیت میں۔

"وہ جو اپنے نفس پر ضابطہ نہیں اس شہر کی مانند ہے جو ڈھایا ہوا ہے اور بغیر
دیوار کے ہے" ۔

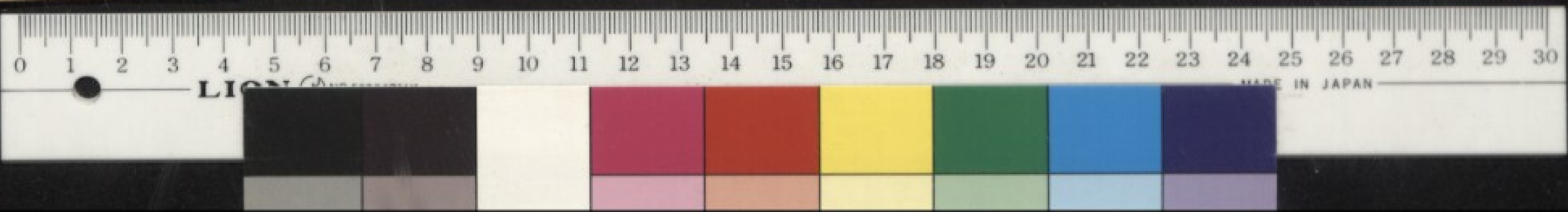
ہماری آیندہ بہتری کے لئے ہے۔ اس وقت مجھے میری عزیز ماں یاد آئی جس نے بچپن سے
خداوند کی کلام میں تربیت کی تھی۔ اگر وہ ایسا نہ کرتی تو میرا کیا حال ہوتا۔ میں نے سوچا کہ اگر
میں بلا خوف خدا اور بغیر Principals پلے کے لڑکی ہوتی تو اس جگہ میں
جہاں کہ ہر طرح کی آزمائش میں گھیری ہوئی تھی کب سے گمراہ ہوگئی ہوتی۔ اور شاید وہ
کام کرتی جو آخر کو مجھے شرمندگی دلاتے۔ میں نے خدا کا شکر کیا کہ اُس نے مجھے ایسی نیک بخت
ماں بخشی تھی جس نے مجھے بڑے تردد اور غور سے راہ راست پر قدم مارنا سکھایا تھا پھر
۲۳ ویں زبور کو پڑھکر بستر پر لیٹ گئی۔ بہت خوش اس بات سے خداوند میرے ساتھ ہر وقت
تھا۔ وہ میرے پاؤں کو پھسلنے نہ دیگا۔ اور نہ میرے ایمان کو جنبش کہانے۔ اُس کے پاؤں کے
سایہ تلے مجھے کسی قسم کا خوف یا خطرہ نہ تھا۔ کیونکہ میرا ایمان اُسی چٹان پر تھا جو کہ کبھی ہل نہیں
سکتا تھا۔ اُس کے زور میں میں زور آور تھی اور اُس کی کاملیت میں کامل۔ وہ میری دنیا کی
پونجی اور عاقبت کا ورثہ۔ ایسی امیدوں پر سوچتے سوچتے سوگئی اور آنکھ اُس وقت کھلی جبکہ
آیہ نے میرے دروازہ کو کھٹکھٹا کر صبح کی چائے کے لئے بلایا۔ میں گھبرا کے اٹھی۔ کلی کر کے
چائے پی۔ بعد ازاں غسل کر کپڑا پہن کے قصد اپنی چھوٹی بہن کو چٹھی لکھنے کا کیا۔ کیونکہ مدت
سے اُس کے پاس سے کوئی خط مجھے نہیں آیا تھا۔ چٹھی ابھی شروع ہی کی تھی کہ نوکر نے
میرے ہاتھ ایک خط دیا۔ وہ میری بہن سے تھا۔ اسمیں اُس نے لکھا کہ وہ کئی دنوں کی
بیماری کی وجہ سے مجھکو لکھ نہیں سکی۔ کہ اب وہ تندرست تھی مگر کمزوری بہت باقی۔ میں نے
چٹھی کو ختم کر نوکر کے ہاتھ میں دیا کہ ڈاک میں ڈالدیوے۔ اُسمیں مینے یہہ لکھ دیا تھا کہ اگر
مسز جانسن سے چند روز کے لئے چٹھی لینا ممکن ہوا تو تیرے دیکھنے کے واسطے آونگی۔ پھر



جینا کے کمرہ میں گئی۔ حاضری یعنے صبح کا کھانا میز پر رکھا ہوا تھا۔ جینا نے میری دیر کا سبب پوچھا۔ مینے کہا کہ پہلے تو میں دیر ہی سے اٹھی تھی اور بعد اُس کے میری بہن سے ایک چٹھی ملی جسمیں اُس نے اپنی بیماری کا حال لکھا تھا۔ جس کا جواب اُسے دینا پڑا۔ اس لئے دیر ہوگئی۔ پھر شکر کرکے کھانا شروع کیا۔ جب حاضری کھا چکے۔ مسز جانسن کمرہ میں آئیں جینا کو پیار دیکر اور مجھ سے گڈ مارننگ یعنے صبح کا سلام کرکے آرام کرسی پر بیٹھ کر باتیں شروع کیں۔ جب وہ اُٹھ کے جانے لگیں تو مینے ان سے ایک ہفتہ کی چھٹی کی۔ درخواست کی اور پوچھا کیں میں نے کہا کہ میری چھوٹی بہن عرصہ تک بیمار رہی اور اگرچہ اب کچھ آرام ہے تاہم میں اُس کو ملنے کیواسطے جانا چاہتی ہوں۔ مسز جانسن بولیں۔ بیشک تمہیں جانا چاہئے۔ لیکن کل تو میں شام کے کہانے کے لئے باہر جاتی ہوں اور نیز مسٹر وسن جانسن۔ اور جینا اکیلی ہوگی۔ اور پرسوں شام کیواسطے میں نے میجر سٹین کی دعوت کی ہے۔ کیونکہ وہ چوتھے روز کو اپنی پلٹن میں واپس جاوینگے اس لئے کہ آن کی رخصت کے دن پورے ہوگئے ہیں۔ پس اگر تین دن تک اور یہاں ٹھہرنا تمہیں دیری نہ معلوم ہو تو بعد اُس کے جاسکتی ہو میں نے انکا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ بالکل کوئی ایسی جلدی نہیں ہے میں چوتھے روز صبح جاؤنگی ؛

جینا میری درخواست کو سنکر طیش میں آگئی اور جھنجھلا کر کہنے لگی کہ بھلا ماں تم نے ایسی جلدی ان کی درخواست کیونکر منظور کرلی۔ بتاؤ تو جب یہہ چلی جاویگی تو میں اکیلی کیا کرونگی۔ نوکروں کو ایسا سر پر چڑھانا بڑی نادانی ہے۔ اسکی ماں نے اُسے ہرچند سمجھایا کہ بیٹی انکا جانا ایک ضروری امر ہے اور تمکو میں اکیلا کب رہنے دوں گی۔ ایک نہ ایک

ہم میں سے برابر پاس رہیگا۔ اور اگر چاہو تو میں ایک ہفتہ کے لئے مس نورا کو تمہارے پاس بلوا دوں۔ نہیں نہیں۔ ہاں۔ زور سے جینا بولیں۔ میں نورا وورا کو نہیں مانگتی۔ اگر مو تو مریم ہو نہیں تو کوئی نہیں۔ پر اگر یہہ ضرور جائیگی تو پھر کبھی میرے پاس نہ آوے۔ یہہ کہہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ مسز جانسن اُسکی اس ضد کو دیکھ کر سخت کلمے سنکر گھبرائیں اور خفا ہوکر کمرہ سے باہر چلی گئیں۔ اور مجھے بھی باہر آنے کا اشارہ کیا۔ دروازہ بھیڑ کر کہنے لگیں کہ مس بیلی مجھے اس وقت کے معاملہ پر بہت افسوس ہوا ہے۔ اور رنج ہے یہہ معلوم کرکے کہ پیاری جینا میں ابھی تک کتنی خودغرضی اور ضد بھری ہوئی ہے۔ پر اتنی مجھے امید ہے کہ جہاں آگے وہ سارے سارے دن بلکہ کئی دنوں تک ایک ہی بات کی ہٹ کئے چلی جاتی تھی اور کبھی اپنے قصور کا اقرار نہیں کرتی تھی اب جلدی اپنی آج کی حرکات سے پچتائیگی۔ اور تم میرے دونوں سے معافی چاہیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا دو گھنٹے گذرنے نہ پائے جبکہ اُس نے اپنی نوکر مجھے بلانے کو بھیجا۔ میں نے جوں ہی دروازہ کھولا تو وہ اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کے کہنے لگیں کہ مریم میرے پاس آؤ۔ میرے پاس اور میرے ہاتھ پکڑ کے یہہ کہکر رونے لگیں کہ مریم میرے نیک بننے کے وعدے اور اپنے بدمزاج پر حاوی ہونے کے ارادے کہاں گئے۔ کیا ایک پل میں شیطان اڑا لے گیا اور میں ویسے کی ویسی ہی خودغرض اور خودپسند رہ گئی۔ افسوس صد افسوس کہ میں نے شیطان کو اپنے دل میں اتنی جگہ دی کہ جس سے ایسی نالائق حرکت سرزد ہوئی۔ اب بتاؤ میں کیا کروں ؟ مینے تو سب کو یعنے اپنے خداوند۔ ماں اور تمکو ایسا آزردہ کیا کہ کوئی شاید میرا منہ دیکھنا بھی نہ چاہیگا۔ کیسی بیوقوف اور نالائق میں ہوں۔



رسید زر

مسٹر جے۔ دانیل۔ گجرات	سنہ ۱۹۰۷ء	ہے
” ای۔ سی۔ کر مشر کلبی	سنہ ۱۹۰۶-۰۷ء	معہ
پادری ایف میکسکی	”	سعہ
مس ہیرس	”	ہے
مسٹر جے۔ جیکب	سنہ ۱۹۰۷ء	گ
مس کے ایم۔ کاربٹ	سنہ ۱۹۰۶-۰۷	معہ
مسٹر چارلی۔ مرقس	سنہ ۱۹۰۷	گ
ڈاکٹر سوجی رام بیکانیر	سنہ ۱۹۰۹	ہے
ڈاکٹر ایس۔ ورومن	”	ہے
منشی الٰہیا مسیح	”	گ
منشی امیر خان ٹانڈہ	سنہ ۱۹۰۷	گ
پادری اے پی کیلسو	سنہ ۱۹۰۶-۰۷	للعہ
مس ای۔ شارپ	سنہ ۱۹۰۷	ہے
منشی عبدالغنی	سنہ ۱۹۰۶	گ
پادری ایف۔ پی میکسکی اشتہار		ہے
منیجر ریڈنگ روم سوگر۔ سی۔ پی	سنہ ۱۹۰۷	ہے
مسٹر پل داس		گ
پادری ڈی آر گارڈن اشتہار		عہ
پادری جے فلیمنگ		گ
پادری آر میکنویل	سنہ ۱۹۰۶-۰۷	صہ
ہیڈ ماسٹر مشن سکول جمبہ		ہے
ایپ ورتھ لیگ چندوسی	سنہ ۱۹۰۶	گ
منیجر گرلس سکول گورکھپور اشتہار		عہ
مس ای۔ ایچ سنگھ	سنہ ۱۹۰۷	گ
منیجر کرسچن ٹریننگ انسٹیٹیوٹ	سنہ ۱۹۰۶-۰۷	صہ
مس ماس گلبراوین		ہے
مس ہیلیم گلبراؤن		گ
مسٹر ٹی۔ بینجمن	سنہ ۱۹۰۹	ہے
بابو دھرم سنگھ	سنہ ۱۹۰۷	گ
مس ایف ڈبلیو جاس	سنہ ۱۹۰۵-۰۶	معہ
مسٹر ایم الیعزر	سنہ ۱۹۰۷	گ
پادری ایم۔ سی سویٹی		ہے
پادری پربھو داس	سنہ ۱۹۰۹	گ
مسٹر ڈیو دکشن چند		ہے
پادری ڈبلیو ڈی کے ٹرینر	سنہ ۱۹۰۶-۰۷	صہ
مسٹر جی ڈیٹیوا گورکھپور		گ
پادری جی اے پیٹن واسطے حافظ احمد مسیح		گ
مسٹر اے ڈانیل		ہے
مس بی ایم۔ لارنس		گ
پادری آر ایچ اے ہسلم دسمبر سنہ ۱۹۰۷		ہے
” ڈبلیو ایچ۔ گرے	سنہ ۱۹۰۶	گ
” آر ایف۔ جونس		ہے
ڈاکٹر ای سی جشوعہ	سنہ ۱۹۰۷	گ
” نجم الدین	سنہ ۱۹۰۶	گ
مسٹر جی ڈبلیو میکلین	”	گ
مسز پیارے لعل		گ
مس ایم ای پریٹ۔	سنہ ۱۹۰۶-۰۷	صہ
مس فریر	”	صہ
مسٹر آر بھیان	سنہ ۱۹۰۶	گ
پادری بیوٹل واسطے ڈاکٹر جوکس		ہے
پادری ننھے خان تقایا	”	عہ
پادری جیمس شیپرڈ		عہ
پادری اے۔ سی کلارک	سنہ ۱۹۰۷	ہے
لیڈی ہرنام سنگھ	سنہ ۱۹۰۹	للعہ
باوا امر داس		گ

اشتہارات

نارتھ ویسٹرن ریلوے

اشتہار

سورخہ ۱۵ اگست سنہ ۱۹۰۶ء بروز جمعرات و ایام مابعد کو احاطہ جنرل سٹور لاہور میں ناکارہ و غیر مروج اسباب مشتمل بر اشیاء مفصلہ ذیل بذریعہ نیلام فروخت کیا جاویگا اور نیلام ہر روز صبح کے ۸ بجے شروع ہوا کریگی۔

تفصیل اسباب

پرانے لوہے مشتمل بر ٹکڑہ ریل۔ فشن پلیٹ کمانیاں ودیگر اقسام لوہا پرانا مشتمل بر ٹکڑہ ریل و چادری ٹکڑے پیتل پرانا اور ریتیاں کہنہ و پرانی اسپات کی سلیپرین کچھ کم قیمت چاندی کے کٹے ہوئے سکے۔

تمام لاٹ یعنے ڈھیر خرید کردہ تاریخ خرید سے اندر میعاد ایک ماہ کے اٹھائے جانے چاہئے ورنہ ڈیمرج یعنی ہرجانہ بحساب ۳ پائی فی من یومیہ کے لگایا جاویگا اور وصول کیا جاویگا۔

تمام اسباب جو مفصلات کو روانہ کیا جاویگا اس پر کرایہ ریل ریلوے کے اسباب کے نرخ پر لگایا جاویگا۔ اور مالک کی ذمہ داری پر روانہ کیا جاویگا

چیف سٹور کیپرس آفس
لاہور تاریخ ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء

نوٹس

مشن ہائی سکول انبالہ شہر کے لئے ایک انگلش ماسٹر

کی ضرورت ہے جو مسیحی ہو۔ اور کم از کم انٹرنیس پاس شدہ ہو تنخواہ پچیس روپے ماہوار ہوگی۔ مکان کا کرایہ تین روپے سے چار روپے ماہوار تک دیا جائیگا۔ اچھا کام کرنے کی صورت میں ترقی کی امید دلائی جاتی ہے امیدوار اپنی درخواستیں ہیڈماسٹر صاحب مشن ہائی سکول انبالہ شہر کی خدمت میں بھیجیں فقط

ضرورت! ضرورت!!

مشن اینگلو ورنیکلر سکول الور شہر کے لئے ایک انگریزی استاد کی جو آٹھ آٹھویں مڈل کی جماعتوں کو تعلیم بخوبی دے سکے ضرورت ہے سائیل کی لیاقت فارسی میں بھی اچھی ہونی چاہئے۔ تنخواہ شروع میں بیس روپیہ ماہوار مل سکتی ہے درخواستیں معہ نقول اسناد ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں

پادری کرسٹیرس صاحب

ایم۔ اے۔ بی۔ ڈی

مشن ہاؤس الور (راجپوتانہ)

---

۱۰۰ صفحہ　**جلد منگائیے**　قیمت معہ محصول ۱۰ر

اگر آپ دولتمند بننا چاہتے ہیں تو ہماری کتاب مفید روزگار ضرور منگا کر دیکھئے جسمیں یورپ وامریکہ وجرمنی کے اسم کروڑ پتیوں کے دولتمند ہونے کا راز خود انکی زبانی درج ہے اگر اشتہار کے مطابق نہو تو دام واپس لیجئے کتاب کے ملنے کا پتہ ایم محمد شفیع کاتب لودیانہ مشن سٹیم پریس پنجاب

مخزن مسیحی

یہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو روزمن اردو اور انگریزی زبان میں مسیحی کارندوں کی خاطر شائع ہوتا ہے اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مبشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی عملی استعانت کرے نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دی جاتی ہے۔

شرح چندہ کی حسب ذیل ہے:-

			سالانہ
عوام سے			۱۲
اگر تنخواہ	پچاس روپیہ سے کم ہو	۱۲/	؍؍
؍؍	پچیس ؍؍ ؍؍	۸/	؍؍
؍؍	پندرہ ؍؍ ؍؍	۱۲ار	؍؍
	ادنیٰ ترین نرخ	۱۲ار	؍؍

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہے

درخواستیں ذیل کے پتہ پر ہونی چاہئیں۔

المشتہر

پروفیسر پی۔ ایچ ایڈورڈز الہ آباد

پرسبٹیرین بیواؤں ویتامیٰ کا فنڈ

یہ فنڈ ۱۸۳۲ء میں قایم ہوا ہے تین سو سے زیادہ اشخاص اس میں شریک ہو چکے ہیں ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے ۶۵ بیوگان اور خاندانوں کو ۵ ہزار روپیہ سے زیادہ پنشن دی گئی ہے یہ رقم اُس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہے اس وقت اس فنڈ میں بیالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے۔ اس فنڈ کا نرخ کئی اور اس قسم کے فنڈوں سے بہت ارزان ہے۔ ہند کا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہو سکتا ہے۔ مردوں کو پیرانہ سالی میں اور مستورات کو بیوگی حالت میں اور بچوں کو یتامیٰ میں اس فنڈ سے پنشن ملتی ہے۔ صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپکٹس روانہ کیا جاتا ہے ؛

المشتہر

پادری والٹر جے۔ کلارک صاحب ایم۔ اے مینجنگ ڈائرکٹر۔ نولکھا۔ لاہور

دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ۱۲ معہ ضمیمہ ۱۲ر

؍؍ ؍؍ معہ محصولڈاک ؍؍ ؍؍ ؍؍

؍؍ ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	
کالم کا آٹھواں حصہ	۸/	۱۲/	ے
چوتھائی کالم	۱۲/	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	۲۰
پورا کالم	عہ	۲۰	۴۰
پورا صفحہ	۴۰	۸۰	۱۶۰

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ر بعد کے لئے ار فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ؛

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں ؛

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول ملا محصول ۸ر

قیمت ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ معہ محصول ۱۲

قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول ۴ر

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہو کر یہہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم دھند جالا۔ پڑبال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اسی سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فایدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرہ کا سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ نمبر ۲ ممیرہ فی ماشہ مبلغ ایک روپیہ سفری سرمہ فی تولہ چار آنے خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے ؛

المشتھر پروفیسر سیاسنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ھے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار سیاسنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہی بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی کا بہت جانا۔ دھند سوزش ہر قسم جس کو آنکھ آنا کہتے ہیں۔ جلن اور کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں اسلئے ہر کسی کو اس کا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورۃ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ فوری مفید ہے راقم ڈاکٹر ایم بی سانگلی صاحب ہادو ایم ڈی ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر ؛

(۲) میں نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سرمہ جوکہ سردار سیاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا آنکھوں کی بیماری کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہی ہے آنکھوں کو تر وتازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے در حقیقت یہہ سرمہ بینائی کو قایم رکھنے کے لئے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھی ؛

راقم آنریبل نواب محمد حیات خان خان بہادر سی ایس آئی سابق ڈسٹرکٹ اینڈ سشن جج ممبر کونسل گورنر جنرل ہند ؛

(۳) جناب سردار صاحب تسلیم میں نے آپ کا ممیرے کا سرمہ استعمال کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ بیشک یہ سرمہ کمزوری چشم کے لئے نہایت مفید ہے میری آنکھیں بالکل کمزور تھیں لگاتار ایک پہر کام کرنے سے معذور ہوجاتا تھا اب میری یہہ کیفیت ہے کہ صرف چار روز کے استعمال سے تین تین پہر بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کر سکتا ہوں۔

راقم میاں خورشید محمد خان خلف نواب السیس محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم بھوپال ؛

(۴) مکرم بندہ تسلیم میں آپ کے قابل قدر ممیرے کے سرمہ کو عرصہ پانچ سال سے استعمال کرتا ہوں حقیقت میں جیسا آپ نے اشتہار میں لکھا ہے اس سے بھی کئی درجہ بہتر ہے میں نے چشمہ کا لگانا بالکل چھوڑ دیا اور اب بغیر چشمہ کے بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہوں ؛

راقم رادھا کشن گورنمنٹ پنشنر بمقام دہلی محلہ چوڑی گران ؛

(۵) میں نے ممیرے کا سرمہ جو سردار سیاسنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر کہ جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا۔ میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کیواسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار کمزوری نظر ہو نہایت ہی مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر برج لعل گھوس رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند ؛

پانچ ھزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب پچیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ کا انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بینک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۹ء سے جمع کیا گیا ہے ؛

پادری ایچ گولک ناتھ صاحب بی۔اے اڈیٹر و مینجر نور افشاں ساکن پھلور کے لودیانہ مشن سٹیم پریس میں زیر اہتمام دانیئل براؤن کے چھپا ؛